OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ٹرانس جینڈر بل کی قانونی اور شرعی حیثیت اور مسلمان معاشرے پر اس کے اثرات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

An Academic and Research review of the Legal and *Sharī'ah* Status of the Transgender Bill and its Impacts on Muslim Society

Dr. Muhammad Islam
Post Doc Research Fellow IRI, International Islamic University, Islamabad
Dr. Erum Fatima
Lecturer, Arabic and Islamic studies Department Woman University Swabi
Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan
PhD Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore

Abstract

Pakistan is an Islamic democratic country. But unfortunately, at different times, different attempts were made to introduce such laws which have nothing to do with Islam, but are completely against Islam. Transgender Act is also one of such laws. It is very burning issue of the time. There are heated comments and discussions about this bill in our academic and political circles. It is really very important and worth considering issue. This bill is a new and self-made bill against the Constitution of Pakistan, Islamic Teachings and our Eastern Traditions. Its effects on Islamic societies and Muslims are very negative and dangerous. The protection of this law endangers the family system of Muslims as well. It is said that according to this bill, any man or woman can change their gender according to their own will and desire. A girl can make herself fake boy and a boy can make himself fake girl. It also means that a girl can change her old name to a boy's name, while a boy can also

change his name to a girl's name. Transgender is a modern term. There is no scope for this term in Islam. Researchers say that this paves the way for homosexuality. Research also shows that the Transgender Bill is an un-Islamic, unconstitutional and non-Sharia law that contradicts the objectives of Sharia. Therefore, in this research paper, a scientific and research review will be doing in the light of Quran and Sunnah and rational arguments regarding the illegitimacy of this bill from different points of view and its fatal and destructive effects on the Muslims Societies will be analyzed.

Key Words: Transgender Act, Quran and Sunnah, Sharia, Constitution of Pakistan, Family System, Homosexuality, Western Civilization

تمہید

بد قسمتی سے ہمارے ملک پاکستان میں آئے روز ایسے نئے نئے قوانین متعارف کروانے کی کوششیں کی جارہی ہیں جو ہماری اسلامی روایات کے مکمل خلاف اور خود ساختہ ہوتے ہیں۔ ان قوانین میں ایک ٹرانس جینڈر ایکٹ بھی ہے، جو ایک متنازعہ قانون کے طور پر شہرت حاصل کر چکا ہے۔ یہ قانون پاکستان میں نافذ العمل بھی ہو چکا ہے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ اور ٹرانس جینڈر افراد کے بارے میں ایک علمی جائزہ آنے والی سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ٹرانس جینڈر کیا چیز ہے؟ یہاں پر کچھ مختصر وضاحت پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ ٹرانس جینڈر کے بارے میں ڈاکٹر جویریہ سعید صاحبہ نے ایک خصوصی مضمون لکھا ہے جو ماہنامہ افکارِ معلم لاہور میں شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر موصوفہ نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ٹرانس جینڈر ایک جدید اصطلاح ہے اور اس کے پیچھے کچھ مخصوص مقاصد کا حصول کار فرما ہیں۔ اس سے مراد ہیجڑے یا خواجہ سرا ہرگز نہیں ہیں۔ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کچھ یوں رقمطراز ہیں: " ایسے افراد جو پیدائشی طور پر کسی ابنارمیلیٹی کی وجہ سے صنفی ابہام کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو ہرمافروڈائٹ یا انٹر سیکس کہا جاتا ہے۔ ان میں ابنارمیلیٹی کے اعتبار سے شدتوں کا فرق ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں فقہاء نے ایسے افراد کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ وہ غالب جنس / صنف اختیار کریں اور معاشرہ خدا خوفی رکھتا ہو تو ان کو اسی حالت کے ساتھ عزت سے جینے کا حق دینے والا ہونا چاہیئے۔ " (جبکہ) " ایسے افراد جو پیدائشی طور پر جسمانی اور ہارمونز کے اعتبار سے مکمل عورت یا مرد کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے (ہیں)، مگر بڑے ہو کر (کسی) نفسیاتی الجھن، معاشرتی دباؤ، ٹرینڈ، (اور یا) ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔ (ٹرانس جینڈر کہلاتے ہیں)۔ "[1]

ٹرانس جینڈر بل کی ضروری وضاحت:

آج کل وطن عزیز پاکستان میں ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 سے متعلق بحث زور و شور سے جاری ہے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ مسلم لیگ (ن) کی گزشتہ حکومت کے دوران سینیٹ میں پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق) اور پاکستان تحریک

انصاف کی چار خواتین نے پیش کیا تھا۔ یہ بل 7 مارچ 2018ء کو سینیٹ آف پاکستان (Senate of Pakistan) سے اور مئی 2018ء کو قومی اسمبلی (National Assembly) سے پاس ہو کر پاکستان میں نافذ العمل ہو گیا ہے۔[2] اس ایکٹ کا نام "Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018" یعنی "ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018" ہے۔ اس بل کے مندرجات کے مطابق جنس کے تعین کا اختیار خواتین و حضرات کی ذاتی صوابدید پر ہو گا۔ ایک شخص اگر مرد پیدا ہوا ہو اور نادرا سمیت ہر ریکارڈ میں اس کا اندراج بطور مرد موجود ہو، لیکن اگر وہ چاہے تو نادرا کے ریکارڈ میں اپنا اندراج بطور عورت کرواسکتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت اپنے احساسات و میلانات کی بنا پر نادرا میں اپنا اندراج بحیثیت مرد کرواسکتی ہے۔ جب کوئی فرد حقیقی جنسی اعضاء کے برعکس اپنی پسند کی جنس اختیار کرے گا تو تمام قانونی دستاویزات بشمول نادرا اور پاسپورٹ وغیرہ میں اس کا اندراج اس کی پسند کی جنس میں کر دیا جائے گا۔[3] ٹرانس جینڈر بل کے اصل متن میں خنثیٰ (Intersex)، خواجہ سرا (Eunuch) اور ماورائے صنف (Transgender) کی الگ الگ تعریفیں بیان کی گئی ہیں اور تینوں کو ٹرانس جینڈر کے زمرے میں داخل کر دیے گئے ہیں۔ ایکٹ کے متن میں ٹرانس جینڈر کی تعریف تیسری نمبر پر کچھ یوں لکھا گیا ہے:

> "A transgender man, transgender woman, Khawaja Sira or any person whose gender identity or gender expression differs from the social norms and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth."[4]

یعنی ایک ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر خاتون، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جس کی صنفی شناخت یا صنفی اظہار اُن سماجی اصولوں اور ثقافتی توقعات سے مختلف ہو، جس کی بنیاد اس جنس پر ہو جو اسے پیدائش کے وقت تفویض کی گئی تھی۔ ایکٹ کے انگریزی متن کا اردو ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد امین صاحب نے کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے ٹرانس جینڈر کے مذکورہ تعریف کا اردو ترجمہ کچھ اس طرح کیا ہے: "ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جو اپنی جنسی / صنفی شناخت یا جنسی / صنفی اظہار، اُس صنف / جنس اور اس سے جڑی ثقافتی توقعات و سماجی اقدار کے برعکس ظاہر کرتا ہے جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔"[5]

اب تک اپنے جنس میں تبدیلی کرنے والوں کی تعداد

یہ محض زبانی یا خیالی بحث نہیں ہے، بلکہ پاکستان میں اس قانون پر باقاعدہ عمل بھی ہو رہا ہے۔ سینیٹ آف پاکستان کو نادرا (NADRA) کی طرف سے بتائے گئے جواب کے مطابق 2018ء کے بعد سے تین برسوں میں نادرا کو جنس تبدیل کرنے کے بارے میں تقریباً 31 ہزار درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں 16530 مردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کروائی جبکہ تقریباً اتنی ہی تعداد میں عورتوں نے اپنی جنس مرد میں تبدیل کروائی۔[6]

بعض ضروری اصطلاحات کی ضروری تفہیم:

قارئین کو زیرِ نظر موضوع کی حقیقت سمجھنے کے لئے پہلے موضوع سے متعلق بعض ضروری اصطلاحات کو سمجھنا بھی بے حد ضروری ہیں۔ اہل علم نے اپنے اپنے مقالات میں ان اصطلاحات کی وضاحت کی ہیں اور اکثر لوگ ان اصطلاحات کے درمیان

فرق نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے دھوکہ دہی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے آسان اور عام فہم الفاظ میں اِن اصطلاحات کی کچھ مختصر تفہیم درج ذیل ہیں:

1۔ سس جینڈر(Cis gender)

سس جینڈر(Cis gender)سے مراد وہ افراد ہیں جو پیدائشی طور پر اور جسمانی طور پر مکمل مرد یا عورت پیدا ہوئے ہیں اور اپنی اس صنفی شناخت پر راضی ہوتے ہیں۔ جیسے ہم اور آپ لوگ اپنی پیدائشی صنف پر خوش اور مطمئن ہیں۔

2۔ خنثیٰ(Inter sex)

خنثیٰ یا(Inter sex)سے مراد وہ شخص ہیں جس میں مرد اور عورت دونوں کی جنسی علامات پیدائشی طور پر پائی جاتی ہیں یعنی اُس کی جنس یعنی صنف میں ابہام پایا جاتا ہو۔ ڈاکٹر جویریہ سعید کے مطابق ایسے افراد جو پیدائشی طور پر کسی ابنارمیلیٹی کی وجہ سے صنفی ابہام کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو ہرمافروڈائٹ یا انٹر سیکس کہا جاتا ہے۔[7] خنثیٰ یا انٹر سکس کوئی مستقل صنف نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کے صنف کے تعین میں اشتباہ ہوتا ہے، ظاہری جسمانی علامات یا اندرونی تولیدی نظام کی بنا پر اسے مرد یا عورت قرار دیا جاتا ہے۔[8] خنثیٰ کو ہرمافروڈائٹ(Hermaphrodite) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا فرد ہوتا ہے جس میں پیدائشی طور پر مرد و عورت دونوں کے تناسلی آلات ہوں۔[9] خنثیٰ کی پھر دو اقسام ہیں یعنی خنثیٰ مشکل اور خنثیٰ غیر مشکل۔ علماء کرام اور محققین نے اپنے اپنے مقالات میں اس حوالے سے احکام و مسائل کے بھی خوب تذکرے کیے ہیں۔

3۔ خواجہ سرا(Eunuch)

خواجہ سرا یا یونخ(Eunuch)اصل میں مرد ہوتا ہے جس کا جنسی عضو کاٹ لیا گیا ہو اور یا اسے خصی کیا گیا ہو۔ خواجہ سرا کے احساسات مردوں ہی کے ہوتے ہیں، اُس پر مردوں کے احکام ہی کا اطلاق ہوتا ہے خواہ خصی ہونے یا خصی کیے جانے کی بنا پر وہ جنسی عمل سے معذور ہوں۔[10] خصی کو یونخ(Eunuch) کہا گیا ہے یعنی وہ مرد ہوتا ہے جس کے خصیے نکال دیے گئے ہوں اور خواجہ سرا کو خصی غلام کے لئے اعزازی لقب(Title for a slave eunuch) بھی کہا ہے۔

4۔ مخنث(Effeminate)اور مترجلہ(Butch)

مخنث وہ مرد ہوتا ہے جو گفتگو، چال ڈھال یا دیگر حرکات میں عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے مقابلے میں مترجلہ اس عورت کو کہا جاتا ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔[11] ان دونوں کی احادیث میں ممانعت آئی ہے، جس کی تفصیلات بعد میں آرہی ہیں۔

5۔ ٹرانس جینڈر(Transgender)

ٹرانس جینڈر درج بالا چار تعریفات سے بالکل مختلف ایک الگ چیز اور ایک الگ اصطلاح ہے۔ مندرجہ بالا چار قسم کے لوگوں کو ٹرانس جنڈر ہرگز نہیں کہا جاتا ہے۔ ٹرانس جینڈر سے مراد یا تو جسمانی اور پیدائشی مرد ہے جو خود کو عورت کہلواتا ہے اور یا جسمانی و پیدائشی عورت ہے جو خود کو مرد کہلواتا ہے۔ مختصر یہ کہ ٹرانس جینڈر یا تو جعلی مرد ہوتا ہے اور یا جعلی عورت ہوتا ہے، جس کا اسلام میں کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لفظ ٹرانس جینڈر (Transgender) کی ضد سس جینڈر (Cisgender) یعنی یک طرفہ جنس ہے۔ لیکن اس پر بعض حلقوں کی جانب سے کافی تنقید بھی ہوئی، قطع نظر ان تنقیدی مباحث سے ٹرانس جینڈر کی ضد لفظ نان ٹرانس جینڈر(Non Transgender)یعنی غیر ٹرانس جینڈر بھی ہے۔[12]

ٹرانس جینڈر کا حالیہ قانون بنانے والوں کا اصل مقصد:

ٹرانس جینڈر قانون بنانے والوں کا اصل مقصد ذکر کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق احمد صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ اس قانون میں خنثیٰ اور خواجہ سرا کا ذکر تو محض بھرتی کے لئے ہے۔ اصل میں یہ قانون ماورائے صنف یعنی (Transgender) اشخاص کے لئے بنایا گیا ہے جو اپنی جسمانی جنس (sex) سے مختلف صنف (gender) اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی اپنے جنس میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔[13] اسی طرح ایک دوسری جگہ اس ایکٹ میں ذکر ٹرانس جینڈر کی تیسری تعریف کو فساد کی اصل جڑ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خنثیٰ اور خواجہ سرا اس قانون کے اصل موضوع نہیں ہیں، اگرچہ میڈیا میں زیادہ تر انھی کا نام لیا جارہا ہے۔[14] اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد امین صاحب نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں اس بل کے بارے میں ایک جگہ جو کچھ لکھا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ اس ایکٹ کے بنانے والوں نے ایکٹ کا نام رکھنے میں ٹرانس جینڈر کی ایک متنازعہ اصطلاح کا استعمال کیا ہے جس سے ان کے ارادوں کا خوب پتہ چلتا ہے کہ ان کی نیت صاف نہیں اور اُن کا مقصد کوئی اور ہے۔ اگر واقعی وہ خواجہ سراؤں اور خنثیٰ لوگوں کے تحفظ کے لئے قانون سازی کے لئے فکر مند ہوتے تو پھر ٹرانس جینڈر کے نام کے بجائے کوئی اور مناسب نام رکھ لیا کرتے۔[15] علمی اور تحقیقی مجلہ محدث لاہور پاکستان کے ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے شائع شدہ خصوصی نمبر میں ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی نے اس بارے میں بڑی خوبصورت بات لکھی ہے کہ اس ایکٹ کا مفہوم انسانی صنف کی تبدیلی کے تحفظ کا قانون ہے، اس لئے یہ نام قابل تنسیخ ہے اور پوری ملت اسلامیہ اس ایکٹ کی تنسیخ کا مطالبہ کرتی ہے۔[16]

ٹرانس جینڈر بل کی قانونی اور شرعی حیثیت اور معاشرے پر اس کے اثرات

پاکستان میں ٹرانس جینڈر بل کے نام سے جو قانون بنایا گیا ہے اور پھر پاس بھی ہو گیا ہے اور جو اب یہاں پر ہمارے ملک پاکستان میں نافذ العمل بھی ہے۔ یہ ایک مضر غیر قانونی اور ہر لحاظ سے غیر شرعی قانون ہے۔ اسلامی معاشرے اور مسلمانوں پر اس کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوتے جارہے ہیں۔ وطن عزیز میں اس قسم کے قوانین پاس کروانا خطرے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اسلام میں جنس صرف دو ہیں یعنی مرد اور عورت، اس کے علاوہ کوئی تیسری جنس کی گنجائش اسلام میں ہر گز نہیں ہے۔ صاف طور سے ظاہر ہے کہ ٹرانس جینڈر قانون اُن لوگوں کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے جو اپنی مرضی سے اپنا جنس تبدیل کرنے کا خواہاں ہو اور جیسا کہ بیرونی دنیا میں بھی ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر جویریہ سعید صاحبہ نے اپنے مضمون میں بہت اہم بات لکھی ہے کہ: "ترقی یافتہ دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین اختیاری طور پر اپنی صنف تبدیل کرنے والوں کے تحفظ کے لئے بنائے گئے ہیں اور یہ صنفی انتخاب تک محدود نہیں بلکہ جنسی رجحانات تک پھیلتے ہیں۔"[17]

1-ٹرانس جینڈر قانون کی شرعی حیثیت

پاکستان میں پارلیمان سے پاس ہونے والا مذکورہ ٹرانس جینڈر ایکٹ اسلامی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے۔ یہ ایک غیر شرعی اور غیر اسلامی ایکٹ ہے۔ اس کے غیر اسلامی ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں، بلکہ واضح دلائل سے اس کا خلاف اسلام ہونا ثابت ہے۔ ٹرانس جینڈر بل کے غیر شرعی ہونے کے بعض ضروری اور قابل توجہ پہلوؤں کا علمی تجزیہ درج ذیل ہے۔

ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ کا حاصل ہونا

اسلامی شریعت میں نکاح کا بہت خوب صورت اور پاکیزہ طریقہ بتایا گیا ہے۔ نکاح ایک ایسا پاکیزہ اسلامی عمل ہے جس کی وجہ سے معاشرے سے ناپاکی اور زنا جیسے غلیظ افعال اور تمام جنسی گندگیوں کا روک تھام اور خاتمہ ہو جاتا ہے۔ نکاح ابقائے نسل کا واحد پاکیزہ ذریعہ ہے۔ لیکن ٹرانس جینڈر کے نام سے جو کالا قانون بنایا گیا ہے، اس کا پہلا ہدف ہماری اسلامی روایات اور اسلامی شعار ہے۔ اس سے ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ مل جاتا ہے۔ جب ایک اصل مرد خود کو نادرا دفتر سے عورت ظاہر کروائے اور اسی طرح ایک عورت جو اصل میں عورت ہے لیکن اپنی میلان طبع کے مطابق نادرا سے مرد ہونے کا شناختی کارڈ حاصل کرے۔ اب اصل میں یہ دونوں جنس کے لحاظ سے وہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تخلیق کی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنا خود ساختہ جنس تبدیل کر کے مرد نے خود کو عورت اور عورت نے خود کو مرد ظاہر کیا اور اپنے نام بھی تبدیل کیے۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنا جنس تبدیل کیا ان میں بعض پہلے سے شادی شدہ بھی ہوتے ہیں اور اُن کی باقاعدہ اولاد بھی ہوتی ہے۔ لیکن بس انھوں نے اپنے میلان طبع اور خواہش کی بنیاد پر بغیر کسی میڈیکل رپورٹ اور تشخیص کے خود کو بدل کر ڈالا۔ اب یقیناً اس کے نقصانات بڑے زہریلے ہیں۔ اگر کوئی عالم ایسے جوڑوں کا نکاح پڑھانا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ نکاح تو مرد اور عورت کے درمیان ہو سکتا ہے۔ اب ایک اصل مرد نے جو کہ مرد ہی ہے لیکن ٹرانس جینڈر قانون کے مطابق خود کو عورت ظاہر کیا ہے اور وہ کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہے۔ تو مولانا صاحب تو ان دونوں کا نکاح پڑھائے گا اس لئے کہ ایک کے ساتھ مرد کا شناختی کارڈ ہے جو کہ اصل میں پہلے سے بھی مرد ہے اور دوسرے کے ساتھ عورت کا شناختی کارڈ ہے جو کہ پہلے سے مرد ہے لیکن خود ساختہ عورت خود کو ظاہر کر رہا ہے۔ اب اس ٹرانس جینڈر قانون کے مطابق جب دونوں کی شادی ہو جاتی ہے، تو اسلامی تعلیمات سے متصادم ایک بحرانی ماحول کو تقویت ملتی ہے۔ یہ ہم جنس پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ یعنی مرد اور مرد کے درمیان جنسی تعلقات قائم ہو جائیں گے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی لڑکی یا عورت خود کو مرد میں تبدیل کریں یعنی مرد کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں تو حقیقت میں وہ تو ایک عورت ہے لیکن صرف شناختی کارڈ کی حد تک مرد بن چکا ہے یعنی جعلی مرد بن چکا ہے۔ اب اگر وہ کسی دوسری عورت سے شادی کرے تو یہ عورت اور عورت کے درمیان شادی ہو گی اور یہ بھی ہم جنس پرستی ہے اور اسلامی تعلیمات میں اس کی بھی سخت ممانعت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا ٹرانس جینڈر قانون سے اسلامی تعلیمات اور اسلامی شعار کو زبردست خطرہ لاحق ہے اور اس سے ہم جنس پرستی کے قانون کو تحفظ مل جاتا ہے۔ اسلام میں ہم جنس پرستی کو سخت ناروا اور گھناؤنا فعل گردانا گیا ہے۔ اسلام میں نکاح مرد کا مرد سے نہیں، بلکہ مرد اور عورت کے درمیان ممکن ہے۔ آیت مبارکہ ہے: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ[18] جس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں صرف عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے مرد کا مرد کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے جنسی تسکین کا جائز طریقہ نکاح ہی کو قرار دیا ہے اور پھر اس بارے میں جنسی تسکین کے حدود کا تعین بھی کر دیا گیا ہے۔ ایک مرد کا دوسرے مرد سے اور ایک عورت کا دوسری عورت سے جنسی لذت اور تسکین حاصل کرنا بڑا، گھناؤنا اور حرام فعل قرار دیا گیا ہے۔ ٹرانس جینڈر بل یا قانون کی وجہ سے ان ساری غیر شرعی طریقوں کو اپنانے کے مواقع میسر آنے میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اِن تمام ناجائز طریقوں کی کھلی اجازت مل جاتی ہے اور بے حیائی کے تمام راستے کھل جاتے ہیں۔ مسلمان معاشرے میں مغربی تہذیب کے اثر و نفوذ کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتی ہیں۔

نظامِ وراثت پر ٹرانس جینڈر بل کے اثرات

شریعت اسلامی میں مرد اور عورت کے لئے میراث میں اپنے اپنے حصے مقرر ہیں جن کی تفصیلات قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں۔ عام طور پر عورت کے لئے نصف حصہ مقرر ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ[19] "مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔" اب اگر کوئی عورت خود کو نادرا سے جعلی مرد ڈکلیئر کرواتی ہے تو اپنے ظاہری جعلی ریکارڈ کے مطابق اب وہ مرد کے حصے کا جعلی حق دار بن جاتا ہے، حالانکہ وہ مرد نہیں ہے، بلکہ عورت ہی ہے۔ اسی طرح جو مرد خود کو عورت میں تبدیل کرے وہ بھی اب مرد کے بجائے عورت کے حصے کا میراث لے گا، حالانکہ وہ عورت نہیں، بلکہ مرد ہی ہے۔ لازمی اور ظاہری نتیجہ ہے کہ اس خود ساختہ قانون کی وجہ سے اسلامی قانون کے علم میراث کے مسائل خطرے میں پڑ گئے۔

مردوں اور عورتوں کی مشابہت

ٹرانس جینڈر قانون سراسر دین اسلام کے خلاف اور شریعتِ اسلامی سے متصادم قانون ہے۔ اس قانون کی وجہ سے مرد کو عورت اور عورت کو مرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کا کھلا چھوٹ مل جاتا ہے۔ حالانکہ شریعتِ اسلامی کی رو سے مرد کا عورتوں اور عورت کا مرد سے مشابہت اختیار کرنا سخت منع قرار دیا گیا ہے اور ایسا کرنے کو ایک قبیح اور گھناؤنا عمل قرار دیا گیا ہے۔ مرد و عورت کو ایسے لباس کے استعمال کی ممانعت کا حکم ہے جس میں دوسری جنس سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ تو جب فقط لباس کی وجہ سے مشابہت کی حرمت ہے تو پوری جنس کی تبدیلی اور جنس کی مشابہت تو بہت بڑے درجے کی ناروا جسارت ہے اور شریعتِ اسلامی سے صریحی بغاوت ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث پاک ﷺ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں، اسی طرح اُن عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ"[20] حدیث مبارکہ کے مذکورہ الفاظ پر غور کرنے سے آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا بہت بڑی گناہ ہے۔ لیکن پاکستان میں بنایا گیا ٹرانس جینڈر قانون اتنی بڑی گناہ کو بھی فرموٹ کر رہا ہے۔

بے حیائی کے ماحول کو فروغ دینا

ٹرانس جینڈر بل کی وجہ سے مسلمانوں کے پاکیزہ معاشرے میں فحش کلچر اور بے حیا ماحول کو فروغ ملتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی کی خود بخود حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے۔ ایک مرد جو پیدائشی طور پر تو مرد ہی ہے لیکن اب صرف کاغذات میں خود کو عورت باور کرائے تو اسی طرح اب وہ خواتین کے مخصوص مقامات تک آسانی کے ساتھ رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً لڑکیوں کے لئے بنائے گئے الگ تعلیمی اداروں میں داخلہ لے سکتا ہے، لڑکیوں کے ہاسٹل میں جا سکتا ہے، زنانہ واش روم اور غسل خانوں وغیرہ کا استعمال کر سکتا ہے۔ اُن کے احساسات و میلانات اور نفسیات و ضروریات، بلکہ جنسی صلاحیتیں بھی تو مردوں کے ہیں، عورتوں کے نہیں ہیں اس لئے کہ وہ تو اصل میں مرد ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے معاشرے میں بڑی انارکی اور بے حیائی پھیل جاتی ہے اور بے حیائی کو کھلم کھلا اجازت مل جاتی ہے۔ اسلام میں بے حیائی اور اختلاط مرد و زن کی ممانعت آئی ہے۔ ایسے تمام ذرائع کا سدِ باب کیا گیا ہے جن کی وجہ سے بے حیائی اور فحاشی پھیلتی ہے۔ خواتین کے لئے پردہ، حجاب و نقاب کا انتظام ہے۔ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم ہے۔ لیکن ٹرانس جینڈر قانون کی وجہ سے تو صرف اور صرف بے حیائی ہی پھیلتی ہے۔

مقاصد شریعت سے متصادم ہونا

علماء کرام نے شریعت اسلامی کے پانچ بنیادی مقاصد بیان کیے ہیں۔ ان مقاصد کو مقاصدِ خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے انہی مقاصد کی تکمیل و حفاظت کے لئے اپنے سارے احکامات دیے ہیں اور یہ اصل میں انسانوں کی بنیادی ضروریات بھی ہیں، جن کے بغیر کوئی معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا اور ترقی بھی نہیں کر سکتا۔ علماء کرام نے اپنی کتابوں میں ان مقاصد کی تفصیلات بھی ذکر کیے ہیں۔ ان مقاصد کی مختصر وضاحت کچھ یوں ہے کہ پہلی نمبر پر جان یا نفس کی حفاظت ہے۔ شریعت کا دوسرا مقصد انسانی مال کی حفاظت ہے۔ تیسرا مقصد انسان کی عزت و آبرو اور نسل و نسب کی حفاظت ہے۔ چوتھا مقصد عقل یعنی ہوش و حواس کی حفاظت ہے اور پانچواں مقصد دین اور مذہب کی حفاظت ہے۔[21] لیکن ٹرانس جینڈر ایکٹ مذکورہ تمام مقاصد کے متصادم ہے۔ ٹرانس جینڈر میں جان اور نفس کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ شریعت میں جان کو وجود بخشنے کے لئے نکاح کا حکم دیا گیا ہے اور ٹرانس جینڈر سے تو ہم جنس پرستی کو فروغ ملتا ہے، انسانی نسل کی بڑھوتری اور نمو کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مال کی حفاظت بھی مفقود ہو جاتی ہے اور وراثت کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، بے حیائی کے کلچر کو فروغ ملتا ہے۔ عقل پر تالے لگ کر بے حیائی کے پردے ڈالے جاتے ہیں اور دین اسلام کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ یہ مغربی کلچر اور تہذیب کو تقویت پہنچانے کا ایک نیا چال اور خود ساختہ قانون ہے۔

قانونِ فطرت سے متصادم ہونا

ٹرانس جینڈر بل نظام فطرت اور قانون فطرت سے بھی متصادم ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بل سے ہم جنسیت کو قانونی تحفظ مل جاتا ہے اور ہم جنسیت تو نظام فطرت سے بغاوت اور اس کے خلاف اعلان جنگ اور غداری ہے۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے اس بارے میں ایک سیر حاصل مضمون لکھا ہے۔ انھوں نے ایک جگہ جو کچھ لکھا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے کائنات کی تمام اشیاء میں زوجیت کا قانون جاری و ساری ہے۔ نہ صرف حیوانات اور نباتات میں، بلکہ بے جان چیزوں میں بھی یہ اصول کار فرما ہے۔ مادہ کی بنیادی ترکیب میں بھی منفی اور مثبت برقی توانائی پائی جاتی ہے۔ جانداروں میں نر اور مادہ کا فرق بقائے نوع اور تناسل کے لئے رکھا گیا ہے۔ نوع انسانی میں اسی مقصد کے لئے مرد اور عورت کی دو الگ الگ صنفیں بنائی گئی ہیں۔ ان کے درمیان جنسی تعلق کے نتیجے میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فطرت نے شہوانی لذت کو نسل انسانی کے استمرار و تسلسل کی اہم خدمت کا ذریعہ بنایا ہے، لیکن ہم جنسیت خلاف فطرت اور ناروا جنسی عمل ہے۔[22]

2۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ کی آئینی حیثیت

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے غیر اسلامی ہونے کے علاوہ پاکستان میں اس قسم کے قوانین پاس ہونے کی اجازت ملکی قوانین اور آئین پاکستان سے بھی متصادم ہیں، یعنی ٹرانس جینڈر بل آئینِ پاکستان سے ہم آہنگ ہرگز نہیں ہے۔ ٹرانس جینڈر بل آئین پاکستان سے متصادم ایک خود ساختہ قانون ہے۔ آئین پاکستان کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی اسلام مخالف قانون بنانے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ لیکن ٹرانس جینڈر بل مکمل طور پر قرآن و سنت کے خلاف ایک خطرناک قانون ہے جس سے آئین پاکستان کے دفعات سے ٹکراؤ آرہا ہے اور مذکورہ بل پاکستانی آئین کی منافی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد نے اس بل کے اس پہلو کے بارے میں اپنے مقالہ میں دو نکات کی صورت میں نہایت بہترین انداز میں روشنی ڈالا ہے۔ اُن کے تبصرے کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک تو اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد بہت سارے امور وفاق کے اختیار سے نکل کر صوبوں کے اختیار میں آ گئے ہیں یعنی

وفاق کے بجائے اب قانون سازی کا اختیار صوبوں کے پاس ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ آئین پاکستان دفعہ 263 کے مطابق جنس اور صنف میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح جنس اور صنف کی صرف دو قسمیں (مرد اور عورت) ہیں اور کسی بھی تیسری جنس (ٹرانس جینڈر) کی گنجائش نہیں ہے۔[23] ڈاکٹر صائمہ اسماء اپنے مضمون میں لکھتی ہیں "پاکستان کا آئین کہتا ہے کہ قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی جبکہ یہ ایکٹ تو صریحاً آئین سے متصادم ہے، بلکہ اصولی اور تکنیکی طور پر ٹرانس جینڈر کا نام ہی آئین سے متصادم ہے۔" کچھ آگے لکھتی ہیں: "ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ قانون محض ہم جنس پرستی کے حامیوں کی خاطر بنایا گیا ہے ورنہ آئین پاکستان پہلے ہی ہر شہری کو بلا تفریق تمام بنیادی انسانی اور شہری حقوق کی ضمانت دیتا ہے، اور 2011ء کی رولنگ خاص ہیجڑا کمیونٹی کے لئے حقوق کی مزید ضمانت دیتی ہے۔ تعزیرات پاکستان میں ہم جنس پرستی جرم ہے۔"[24] ٹرانس جینڈر ایکٹ آئین پاکستان سے متصادم ہے اس لئے جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دائر کرنے والے وکیل عمران شفیق ایڈووکیٹ کے قول کے مطابق انھوں نے 2018ء میں متعارف کروائے گئے مذکورہ ایکٹ کو آئین پاکستان کی روح سے چیلنج کیا ہے۔ انھوں نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو تخلیق کرنے کا حق صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔[25] یعنی اس قسم کی لایعنی قوانین بنانے کی اجازت اسلام اور آئین پاکستان دونوں میں ہرگز نہیں ہے۔

ٹرانس جینڈر قانون میں ترامیم کی ضرورت و اہمیت

سنیٹر مشتاق احمد خان جس کا تعلق جماعت اسلامی پاکستان سے ہیں، انھوں نے اس غیر اسلامی اور غیر شرعی قانون کے خلاف سب سے توانا اور مؤثر آواز اٹھائی ہے اور اس قانون میں ضروری ترامیم کرنے پر بھی زور دیا ہے۔ انھوں نے ٹرانس جینڈر قانون میں جن ترامیم کرنے پر زور دیا، وہ ایک مضمون کی شکل میں ماہنامہ افکار معلم میں شائع ہوا ہے۔ مشتاق احمد خان کے پورے مضمون کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ٹرانس جینڈر بل اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کے مندرجات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس قانون کے مطابق ہم جنسیت کی بنیاد پر شادیاں کی جاتی ہیں۔ یہ ایکٹ قرآن مجید میں بیان کردہ قانون وراثت کے منافی ہے۔ اس میں مسلم خواتین کی شناخت و احترام کی خلاف ورزی ہے۔ جنس کی شناخت کو ایک "موضوع" میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس لئے ایکٹ میں بعض ترامیم کی اشد ضرورت ہے۔ اس ایکٹ کی بعض سیکشنز یا شقوں کو مکمل طور پر حذف کیا جائے اور بعض میں ضروری ترامیم کی جائیں۔ ایکٹ کے الفاظ "متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت" کو میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق تبدیل کیا جائے۔ ہر ضلع کے لئے ایک جینڈر ری اسائمینٹ میڈیکل بورڈ قائم کیا جائے، جو مختلف ماہرین یعنی پروفیسر ڈاکٹر، مرد سرجن، خاتون سرجن، ماہر نفسیات اور چیف میڈیکل آفیسر پر مشتمل ہو۔ اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری کے معاملے میں جینڈر ری اسائمنٹ میڈیکل بورڈ وزیر اعظم کی منظوری سے اور صوبوں کے معاملے میں متعلقہ وزیر اعلیٰ کی منظوری سے قائم کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس مضمون میں بعض دیگر ترامیم کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔[26] سنیٹر مشتاق احمد خان کا موقف ہے کہ جنس تبدیلی کا معاملہ میڈیکل بورڈ کی اجازت سے مشروط کیا جائے۔ میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر کسی کو بھی جنس تبدیلی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور اپنی مرضی سے صنفی شناخت اختیار کرنا نہ صرف خلافِ شریعت ہے بلکہ یہ اسلام کے قانون وراثت سے بھی متصادم ہے اور خواتین کے عفت و پاک دامنی اور ہماری روایات کے بھی خلاف ہے۔ ان کی رائے ہے کہ اس پورے

قانون کو از سر نو مرتب ہونا چاہیے اور قانون دان، علماء، اور انٹر سیکس افراد کے حقوق کے لیے کام کرنے والے افراد، طبی ماہرین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رہنمائی اور سفارشات کی روشنی میں اسے تیار ہونا چاہیے۔[27]

مذکورہ ایکٹ سے متعلق بعض دیگر ضروری تجاویز

مجموعی طور پر پاکستان میں قانون سازی کے حوالے سے بعض ضروری اور مفید تجاویز یہ ہوسکتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی بھی قانون بنانے سے پہلے خوب تحقیق کی جائے کہ کوئی قانون جو منظر عام پر آنے والی ہو کہیں قرآن وسنت کے خلاف تو نہیں ہے۔ اس سلسلے میں پہلے حکومت کو اسلامی نظریاتی کونسل اور ملک کے جید اور معتدل علماء کرام سے بھی مشاورت کی ضرورت ہوگی۔ آئین پاکستان ہمیں یہ اجازت ہرگز نہیں دیتی کہ وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی اسلام مخالف قانون بنائی جائے۔ اس لئے آئین پاکستان کا مطالعہ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ آف پاکستان کے تمام ممبران کے لئے لازمی ہونا چاہیئے۔ ٹرانس جینڈرز یا بالفاظ دیگر جعلی مرد و عورت کی بجائے حقیقی مخنث قسم کے لوگوں کے حقوق کے لئے کوششیں کی جائیں اور ایسے مراکز قائم کیے جائیں جہاں پر مستحقین کی دادرسی ہو رہی ہو۔ موجودہ حالات میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی مشترکہ ملی و دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کے ایشوز اور مسائل میں متفق ہو اور حکومت کی رہنمائی بھی کریں اور ہر قسم ایسے قوانین جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو، اُن کی کھل کر واضح الفاظ میں مخالفت بھی کریں۔

خلاصۂ بحث

ٹرانس جینڈر قانون کے حوالے سے کیے گئے تمام مطالعے کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک غیر شرعی قانون ہے اور اس پر نظر ثانی کی فوری ضرورت ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان اور علماء کرام کے فتاویٰ جات کے مطابق اس بل کے متنازعہ نکات کو حذف کرنا چاہیئے اور سینٹ آف پاکستان کے متحرک رکن مشتاق احمد خان نے اس بل میں ترامیم کرنے کا جو مطالبہ کیا ہے اس مطالبے کو من وعن منظور کرکے اس ایکٹ اور قانون کو شریعتِ اسلامی کے عین مطابق بنایا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس ایکٹ کا جو موجودہ متن ہے اس میں ایسی باتیں موجود ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مخالف ہیں۔ اس ایکٹ کے وجہ سے ہمارے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس قانون کی وجہ سے اصل ہیجڑوں، خواجہ سراؤں اور خواتین کے حقوق بھی متاثر ہورہے ہیں۔ یہ مغرب کو خوش کرنے اور مغربی تہذیب کو اپنانے کے لئے مساعیٔ مذمومہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ٹرانس جینڈر قانون اسلامی تعلیمات، آئین پاکستان، مقاصد شریعت اور مسلمانوں کی تہذیبی اور مشرقی روایات کے خلاف ایک خود ساختہ اور قابل مذمت قانون ہے۔ اس ایکٹ میں فوری طور پر ترامیم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان میں پہلے سے موجود ایک آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس بل کے نقصانات سے آگاہی کے بارے اپنے موقف کا صاف اظہار کیا ہے۔ لہٰذا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس قسم کے غیر شرعی اور غیر اسلامی قوانین بنانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

نتائج

بحث سے حاصل ہونے والے قابل ذکر نتائج درج ذیل ہیں:

1۔ ٹرانس جینڈ قانون اسلامی تعلیمات اور اسلامی شریعت اور اسلامی احکام سے متصادم ایکٹ ہے۔

2۔ ٹرانس جینڈر قانون آئین پاکستان سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

3۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ یا قانون شریعتِ اسلامی کے مقاصد کا منافی ہے۔

4۔ ٹرانس جینڈر قانون کی وجہ سے خنثیٰ، ہیجڑوں، خواجہ سراؤں اور خواتین سب کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

5۔ ٹرانس جینڈر قانون کی وجہ سے اسلامی معاشرے نا قابل تلافی نقصانات مرتب ہو رہے ہیں۔

6۔ ٹرانس جینڈر قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان میں غیروں کی تہذیب کو پروان چڑھانے کی بہت بڑی کوشش ہے۔

References

[1] Dr. Javeria Sa'eed, *Transgender hayn kown* (Lahore: Mahnāma Afkar-e-Muaalim, 2022), 55-56.
[2] Accessed November 01, 2022
https://dunya.com.pk/index.php/author/dr.-hussain-ahmed-paracha/2022-09-27/41184/88877100.
[3] Accessed November 01, 2022
https://dunya.com.pk/index.php/author/dr.-hussain-ahmed-paracha/2022-09-27/41184/88877100.
[4] Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018, Chapter 1.
[5] Dr. Muhammad Amin, *Transgender Qānoon us ki Haqeeqat aur Shar'aaī Heysiat* (Lahore: Maktaba Al-Burhān, 2002), 34.
[6] Accessed Date November 01, 2022
https://dunya.com.pk/index.php/author/dr.-hussain-ahmed-paracha/2022-09-27/41184/88877100.
[7] Javeria Sa'eed, *Transgender hayn kown,* 55.
[8] Professor Muhammad Mushtāq Ahmad, *Transgender Ashkhās key Huqooq ke Taḥaffuz kā Qānoon: Aik Tajziati Mutalia* (Islamabad: Majalla Ta'leem-o-Taḥqeeq, 2022), 4:25.
[9] Shujja al-Dīn "*Transgender Izam par aik nazar*" (Lahore: Majalla Muḥaddis, 2023), 54:38.
[10] Mushtāq Ahmad, *Transgender Ashkhās key Huqooq ke Taḥaffuz kā Qānoon,* 25.
[11] Shujja al-Dīn "*Transgender Izam par aik nazar*", 54:38.
[12] Shujja al-Dīn "*Transgender Izam par aik nazar*", 40.
[13] Mushtāq Ahmad, *Transgender Ashkhās key Huqooq ke Taḥaffuz kā Qānoon*, 25.
[14] Mushtāq Ahmad, *Transgender Ashkhās key Huqooq ke Taḥaffuz kā Qānoon*, 32-33.
[15] Muhammad Amin, *Transgender Qānoon us ki Haqeeqat aur Shar'aaī Heysiat,* 17.
[16] Dr. Hafiz Hamza Madani, *"Mukhannas key Shar'aī Aḥkām aur ḥalia Transgender Protection Act"* (Lahore: Majalla Muḥaddis), 5.
[17] Javeria Sa'eed, *Transgender hayn kown,* 56.
[18] Al-Nisa' 4:3.
[19] Al-Nisa' 4:11.
[20] Imām Abū Abdullah Muhammad Ibn Ismā'īl al-Bukhārī, *Saḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no: 5885.
[21] Maulāna Muhammad Rafīq Chohdrī, *Aasān 'Usool-e-Fiqh* (Lahore: Maktaba Qurāniat, 2006), 23-28.
[22] Muhammad Raziul Islām Nadwī, "*Ham Jinsiat Fitrat se Baghāwat": se Mahi Taḥqeeqāt-e-Islamī* (Ali Gharrh, 2014), 33-12.
[23] Mushtāq Ahmad, *Transgender Ashkhās key Huqooq ke Taḥaffuz kā Qānoon*, 41-42.
[24] Dr. Sa'ima Asma, *Kia Teesri Jins Ḥaqeeqat hay?"* (Lahore: Majalla Muḥaddis), 36.
[25] Accessed Date: 27 Feb. 2023

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-62971956.
[26] Senator Mushtaq Ahmad Khan, *"Transgender Act Majria 2018 me Tarāmeem"* (Lahore: Mahnama Afkār-e-Muaalim, 46-47.
[27] Accessed Date: 27 Feb. 2023
https://www.bbc.com/urdu/pakistan-62971956.